© rasailojaraid.com

قاضی انٹر پرائزز

کالونی ڈویلپرز اور رئیل اسٹیٹ کی دنیا میں اعتماد کا نام

قاضی گروپ آف کمپنیز کی تاریخ گزشتہ کئی برس پر محیط ہے۔ ادارے نے 20/25 سال قبل پراپرٹی اور رئیل اسٹیٹ کے شعبہ میں قاضی انٹر پرائزز کے نام سے کاروبار کا آغاز کیا۔ الحمد للہ جس ادارہ کی بنیاد تقویٰ، توکل، ایمانداری اور جذبہ خدمت پر رکھی گئی اس کو اللہ تعالیٰ نے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دی۔ رب رحیم کے احسان خصوصی اور کارکنوں کی انتھک محنت سے ادارہ نے ترقی کی منازل طے کیں۔ ادارہ کے کارکنوں کی شبانہ روز محنت کے نتیجے میں اس ادارے نے گروپ آف کمپنیز کی صورت اختیار کر لی۔

الحمد للہ قاضی انٹر پرائزز کو اب تک کئی منصوبے مکمل کرنے کا اعزاز حاصل ہے، جہاں ممبران یا تو رہائش پذیر ہیں یا اپنے مکان/فلیٹ فروخت کر کے کئی گنا منافع کما چکے ہیں۔

مکمل اور آباد منصوبے

[illegible]	[illegible]	گلستان راشد ساہیوال
[illegible]	[illegible]	[illegible]

زیر تعمیر منصوبے (بکنگ جاری)

موٹر وے سٹی	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

مزید تفصیلات کے لئے رابطہ کریں:
قاضی انٹر پرائزز
[illegible] مری روڈ۔ راولپنڈی
U.A.N: 111-700-400 فیکس: 051-6862230
Email: [illegible]
www.qazi.com.pk

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

368

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

داعی، امام اور قائد

ڈاکٹر غازی صلاح الدین°

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا امام حسن البنا کی زندگی کسی غیر مسلم کے لیے بھی قابلِ تقلید ہوسکتی ہے، تو بلا جھجک میرا جواب ہوگا: 'ہاں'۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ اس سوال کو غیر حقیقت پسندانہ قرار دیں، لیکن دراصل یہ اس مشترک انسانی رشتے کی قیمت کو نمایاں تر کرنے کی ایک کوشش ہے، جو امام شہید حاصل کرنا چاہتے تھے اور یہی ان کی کامیابی ہے۔

امام البنا شہید ہر لحاظ سے ایک کامیاب شخص تھے۔ اسی لیے ان کے دشمنوں کو قتل کے سوا ان سے چھٹکارا پانے کی کوئی سبیل نظر نہ آئی۔ اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ امام شہید کی سیرت مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے لیے ایک پُرکشش اور قابلِ تقلید نمونہ تھی۔

بہت سے بڑے لوگوں کی مانند میدان دعوت میں ان کی عملی زندگی بھی نہایت مختصر تھی، تقریباً ۲۰ برس۔ ابھی عمر کے ۴۲ ویں برس میں تھے کہ مہلت زندگی ختم ہوگئی۔ اس کے باوجود جب وہ اپنی زندگی کا مشن مکمل کر کے خالق حقیقی سے ملے تو ان کے افکار اور دعوت دُور دُور تک پھیل چکی تھی۔ آپ کی دعوت کا پھیلاؤ آج بھی مسلسل جاری ہے اور واقعات عالم کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

امام نے کامیابی کے اس سفر میں جن صفات سے مدد لی ان میں سے ایک ہر دل عزیزی تھی۔ وہ اپنے افکار و اقوال میں عام فہم اسلوب اور دل نشین اختیار کرتے تھے۔ ایسے کلمات جو سننے

° مشیر صدر جمہوریہ سوڈان۔ ترجمہ: حافظ محمد عبداللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والے کے دل میں براہ راست اتر جائیں، جن میں نہ تو کوئی تصنع ہوتا اور نہ تکلف۔ وہ اپنے خطاب کا رخ عامۃ المسلمین اور مسلمانوں کے سواد اعظم کی طرف رکھتے ، کبھی اسے مقتدر اور باوسائل طبقے تک محدود نہ رکھتے ۔ اگرچہ یہ طبقۂ خواص بھی دعوت کا بلا استثنا مخاطب تھا، لیکن امام اپنی قائدانہ فراست سے بھانپ گئے تھے کہ خیر اور برکت، سواد اعظم کو مخاطب کرنے میں ہے۔ آپ نے عوام سے ربط و تعلق بڑھایا اور عوام کے دل آپ کی ذات سے وابستہ ہو کر رہ گئے۔

امام اپنے مقاصد اور اہداف کی تکمیل کے لیے مسلسل محنت کرتے ، جو ایک بے مثل قائد کی صفت ہوا کرتی ہے۔ انھوں نے جب دعوت کا آغاز کیا تو بظاہر دعوت کے پھیلاؤ اور مقبولیت کا کوئی امکان نظر نہ آتا تھا، بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ سارے اشارے منفی ہی تھے۔ اگر کسی عام آدمی کو وہ مشکل حالات پیش آتے جن کا سامنا امام کو تھا، تو شاید وہ اپنی قسمت کو کوستے ہوئے اپنے خواب اور امیدیں دل میں لیے اس سارے کام کو لپیٹ چکا ہوتا۔

امام شہید ایک ایسے منبع سے سیراب ہوئے تھے جس کی وسعت لامحدود ہے۔ آپ اس منبع کی اساس کو پا چکے تھے اور آپ کا ایمان تھا کہ اسی مرکز ایمان و حرارت سے آنے والی مدد لامحدود ہے۔ ہر طرح کی مشکلات کے علی الرغم آپ اپنے سامعین تک پیغام پہنچانے اور اسے ان کے دلوں میں اتارنے میں کامیاب ہو گئے ۔ آپ مستقل مزاج بھی تھے اور مدبر بھی، اسی لیے بخوبی جانتے تھے کہ اپنے اوقات کو کیسے منظم کرنا ہے اور ترجیحات کو کیسے ترتیب دینا ہے ۔ اس راز کو پانا بھی کامیاب ذہن اور کامیاب لوگوں کے امتیازات میں سے ہے ۔ بتایا جاتا ہے کہ شہید نہایت کم سوتے (قلیل النوم) تھے، اور اپنا زیادہ تر وقت فرائض کی ادایگی، بڑے اور اہم دعوتی امور کی تکمیل میں صرف کیا کرتے ۔ اگرچہ جماعتی ذمہ داریاں اور پھر اہل خانہ اور عزیز و اقارب کا بھی خیال رکھتے تھے، تاہم بیش تر وقت دعوت کے لیے وقف تھا۔

عظیم قائدین کی مانند ان کے پاس بھی اپنی ذات کے لیے علیحدہ سے کوئی ایسا وقت نہیں تھا کہ جسے دعوتی امور اور لوگوں کا ہجوم مکدر نہ کر دیتا ہو۔ ان کے ہاں نہ تو چھٹی کا تصور تھا اور نہ راحت و آرام ہی کا' بلکہ ان کی زندگی مسلسل کام اور پیہم جدوجہد سے عبارت رہی۔

وہ پورے مصر کا دورہ کرتے اور جگہ جگہ خطاب کرتے رہے۔ اپنے منہج اور اپنے افکار کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قلم بند بھی کیا اور اپنے ساتھ چلنے والوں کی بڑھتی وپھیلتی تعداد کو منظم بھی کرتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنی دعوت کو مصر سے باہر عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک میں پھیلانا شروع کیا۔ ان کی دعوت کا اصل جوہر یہ تھا کہ دین ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ زندگی کا کوئی رخ اور میدان ایسا نہیں ہے، جس کے بارے میں اس میں ہدایات نہ ملتی ہوں۔

جب یہود اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑی، اور انگریزوں نے مملکت اسرائیل کے قیام کا فیصلہ کیا تو آپ نے دادِ شجاعت دینے کے لیے اخوان المسلمون کے رضا کار مجاہد دستے فلسطین روانہ کیے، اور اس طرح گذشتہ صدیوں کی ذلت وپستی کے باعث بھولے ہوئے فریضۂ جہاد کے احیا کا کارنامہ سرانجام دیا۔ تاریخ مصر کے ان عشروں پر نظر رکھنے والا ہر مصنف فرد بخوبی جان سکتا ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں اور اوپر تلے بننے والی متعدد حکومتیں مسائل اور معاملات کو روایتی طریقے سے دیکھ رہی تھیں۔ کسی کے پاس بھی اپنے طریقے کی سچائی اور منشور کی درستی کا امام جیسا یقین اور اعتماد نہیں تھا۔

اپنی اس صفت کے لحاظ سے امام اپنے ہم عصر قائدین میں فائق تر بلکہ بے مثال تھے۔ امام حسن البنا شہید کے زمانے میں مصر میں بڑے معروف خطبا موجود تھے جو کلام کریں تو لوگ خاموشی سے سنیں اور اشارہ کریں تو لوگ متوجہ ہو جائیں۔ امام حسن البنا کی خطابت میں ان کی سی سحر آفرینی تو نہ تھی، لیکن آپ کے کہے ہوئے کلمات ان کے کلمات سے زیادہ سچے اور زیادہ اثر آفرین ثابت ہوا کرتے تھے۔ عام خطبا میں سے شاید ہی کوئی مقرر مجمع عام سے اتنا قریب تر ہوتا ہو اور کوئی مجمع کسی مقرر سے شاید ہی اس قدر متاثر ہوتا ہو جتنا امام سے ہوتا۔ ان کے اور عام خطبا کے درمیان فرق یہ تھا کہ آپ کے گفتار کی گواہی آپ کا کردار دے رہا ہوتا تھا۔

پھر اس میں تعجب ہی کیا تھا کہ حکومت ان سے تنگ پڑ گئی اور ہر ناپاک ہتھکنڈا آزمانے پر تل گئی۔ انھیں قاہرہ بدر کر دیا گیا۔ یوں سامراجی حکمرانوں نے تو چاہا تھا کہ اس سے امام کی آواز دب جائے گی اور آپ کا اثر کمزور پڑ جائے گا لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا۔ ان کی دعوت میں مزید وسعت آگئی اور ان کی صدا کا اثر ونفوذ بڑھتا چلا گیا۔

آپ نے زندگی بھر کبھی مغربی علوم نہیں پڑھے، نہ معاصر یورپی ثقافتی ادب کی طلب کبھی

© rasailojaraid.com